Jihad & Modren Age

جہاد اور عصر حاضر

رشحات قلم
مولانا یحییٰ نعمانی
صدر: المعہد العالی للدراسات الاسلامیہ لکھنؤ

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	جہاد اور عصر حاضر
مصنف	مولانا یحییٰ نعمانی لکھنؤ (انڈیا)
ضخامت	۱۶ صفحات
ناشر	مجلس تحقیقات اسلامی
بہ تعاون	عالمی ادارہ برائے مذہبی امور (IRCRA)
برقی رابطہ	ircra313@yahoo.com
موبائل نمبر	0312 3546464 - 0311 0969776

ملنے کے پتے

☆ مجلس تحقیقات اسلامی پی او بکس نمبر ۵ نوشہرہ
☆ اقبال بین الاقوامی ادارہ برائے تحقیق و مکالمہ
☆ بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد
☆ سعید بک، بینک جناح سپر مارکیٹ اسلام آباد

فہرست

عرض ناشر ۴
جہادی تنظیموں کا ظہور ۵
اس تحریر کے خاص مخاطب ۵
دور جدید کا ''جہاد'' اور مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی تباہی ۶
جہاد کے لئے بنیادی شرائط ۶
جہاد کے لئے بنیادی شرط استطاعت ۷
غزوہ خندق میں منفرد جہادی پالیسی ۸
مقابلہ آرائی سے اعراض ۹
کیا جہادی مساعی سے اسلام کو غلبہ حاصل ہوا؟ ۹
عصری جہادی تحریکوں کے مساعی کا نتیجہ ۱۰
افغانستان کی حالتِ زار ۱۰
کشمیر کے حالات ۱۱
شام کی تباہی ۱۱
بربادی کے ذمہ دار کون؟ ۱۲
موجودہ جہادی تنظیموں کا ایک پر اسرار پہلو ۱۳
بیرونی ایجنسیوں کی سازشیں ۱۳
ایک اور تباہ کن پہلو ۱۴
فرانس میں پادری کا قتل ۱۵
پس چہ بائید کرد ۱۶

عرض ناشر

جہاد کیا ہے؟ اس کا فلسفہ ،مشروعیت ،اصول ،آداب اور طریقہ کار کیا ہے؟ عہد رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر عصر حاضر تک اس کی تعبیر وتشریح کے مختلف انداز فکر کیا رہے؟ علت القتال سے لے کر التزام جماعت تک وہ تمام اہم سوالات ومباحث ہیں جو اکابرین امت اور ارباب علم ودانش کی توجہ کی مستحق ہیں۔

مقام شکر ہے کہ ہندوستان کے نامور محقق مولانا محمد یحیٰ نعمانی صاحب ایسے ہی موضوعات پر لکھتے رہتے ہیں، ماضی قریب میں ان کی کتاب ''جہاد کیا ہے؟'' شائع ہوچکی ہے جس میں مذکورہ موضوعات کو تفصیل سے بیان کر چکے ہیں، اس کے علاوہ ماہنامہ الشریعہ گوجرانوالہ اور ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک میں بھی لکھتے رہے۔

زیرنظر مقالہ میں انہوں نے دنیا کے مختلف خطوں میں جہاد کے نام سے جاری تحریکات کا شریعت مطہرہ کی روشنی میں جائزہ لیا ہے، اور عالم اسلام پر اس کے منفی اثرات کو بیان کیا ہے۔ مجلس تحقیقات اسلامی نے قرآنی آیات کا ترجمہ، احادیث کی تخریج وغیرہ کر کے جہاد بالقلم کا فریضہ انجام دیا ہے، اللہ تعالیٰ اس حقیر کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔

ہماری کوشش ہے کہ جہاد جیسے اہم ترین اور مقدس موضوع کو جذباتیت سے ماورا ہوکر شریعت اسلامی کے تناظر میں عصر حاضر کے اسلوب میں پیش کیا جائے تاکہ عوام وخواص اسلام کے تصور جہاد سے آگاہ ہو، اور جہاد کے نام پر جاری شورش اور دہشت گردانہ اور ظالمانہ کاروائیوں کو جواز دینے والوں کا جوابی بیانیہ (Counter Narrative) علمی انداز میں پیش ہوسکے۔ امید ہے دیگر اہل علم بھی ان موضوعات پر خامہ فرسائی فرمائیں گے۔ وما توفیق الا باللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جہادی تنظیموں کا ظہور

مسلمانوں کی ذلت ومظلومیت کے تڑپا دینے کی حد تک تکلیف دہ تاریخ کے پس منظر سے جہادی تنظیمیں برآمد ہوئیں ہیں۔ ایک بڑی حد تک یہ کہنا صحیح ہوگا کہ آزاد تنظیموں کے ذریعے (ان کے نزدیک) جہاد کا یہ سلسلہ گزشتہ صدی میں افغانستان میں روسی فوجوں کے خلاف مزاحمت سے شروع ہوا اور اب اس کا نقطۂ عروج داعش وغیرہ کی شکل میں موجود ہے، ان لوگوں کے جذبات اور نیتوں کے بارے میں سوائے ان کے علیم وخبیر رب کے، کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن اس دوران بے شمار ایسے کام انجام دیے گئے جن کو امت مسلمہ کے قائدین اور بڑے نامور مقبول علماء کی طرف سے شدید تنقید کی جاتی رہی ہے۔ مگر پھر بھی یہ تنظیمیں اپنی خاص فکر ومزاج اور اپنی تحریک کی طرف نوجوانوں کی ایک تعداد کو مائل کرنے میں کامیاب ہورہی ہیں، انٹرنیٹ کے ابلاغی وسیلہ سے ان کی دعوت اور تبلیغ تیز رفتار سے جاری ہے اور کچھ نہ کچھ نوجوان متاثر ہورہے ہیں، کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو خود متاثر تو نہیں ہیں لیکن جذبۂ قربانی کا حوالہ دے کر ان سے ہمدردی کا اظہار اور تعریف بھی کرتے ہیں۔

اس تحریر کے خاص مخاطب

ہماری اس تحریر کے خاص مخاطب وہی لوگ ہیں جو، اپنی حمیت اور دین کی محبت ہی کی وجہ سے حالات سے تنگ آکر یہ سوچتے ہیں کہ موجودہ دور میں جو دعوت، القاعدہ، تحریک طالبان پاکستان اور داعش جیسی تنظیموں کی ہے، شاید یہ مسلمانوں کے لیے حالات کی تبدیلی کا راستہ ہے۔ ایسے لوگوں سے ہم کہتے ہیں کہ ضروری ہے کہ مسئلے پر سنجیدگی سے پر غور کیا جائے۔ اس لیے کہ:

دور جدید کا ''جہاد'' اور مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی تباہی

بنیادی سوال یہ ہے کہ جہاد عزت اسلام کا ذریعہ ہوتا ہے یا مسلمانوں کی بربادی کا؟ اسلام کی خوش نامی کا یا بدنامی کا؟ دین کی ترقی کا یا تنزل کا؟ پھر کون سی وہ غلطی ہے جس نے ان لوگوں کے اس ''جہاد'' کو (Counter Productive) الٹے نتائج پیدا کرنے والا بنا دیا ہے؟ کیوں ایسا ہے کہ یہ سلسلہ جہاں شروع ہو جاتا ہے وہاں عافیت حرام اور تباہی مقدر بن جاتی ہے؟ موجودہ زمانے کے جہادی منظرنامے پر غور کرنے کے لیے یہ بنیادی سوال ہے۔

جہاد کے لئے بنیادی شرائط

ہاں! یہ بات صحیح اور ہر ایک کے لیے واضح ہے کہ اس دور میں جہاد کے نام سے کی گئی ان کوششوں سے مسلمانوں کے مسائل حل ہونے کے بجائے نہایت پیچیدہ اور مشکل ہو گئے ہیں۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ جہاد کے جواز کے لیے حالات کی سازگاری اور اچھے نتائج کا امکان شرط ہے۔ قرآن وسنت کا علم ہی نہیں ذرہ برابر عقل سے بھی سوچا جائے تو اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ مسلح مقابلہ یا جنگ اسی وقت جائز ہو سکتے ہیں، جب ان کی طاقت ہو اور ان سے اچھے نتائج کی توقع ہو اور اگر مقابلے کی سکت نہ ہو تو جنگ کرنا سوائے ناسمجھی کے کچھ اور نہیں ہوسکتا۔

کوئی عقل سلیم رکھنے والا اس سے انکار نہیں کرسکتا کہ ابھی تک تو اِن جہادی کوششوں سے اسلام اور مسلمانوں کے مسائل ہی میں اضافہ ہوا ہے؟ مسلم ممالک کی زمین لالہ زار اور آسمان اشک بار ہے، کہیں امن نہیں بچا، خون کی بلا مبالغہ ندّیاں بہہ گئیں۔ اس سے بھی بڑی مصیبت کہ اہل دین اپنے لیے دینی کاموں کو مشکل تر پا رہے ہیں۔ خطبات پر، دینی اجتماعات پر، تحریروں پر پابندیاں لگ رہی ہیں۔ اہل دین کی نقل وحرکت پر رکاوٹیں ہیں۔ ظالم حکومتوں کا شکنجہ سخت ہوتا جا رہا ہے، خفیہ ایجنسیوں کا عمل دخل بڑھتا جا رہا ہے۔

جہاد کے لئے بنیادی شرط استطاعت

ان سرفروشانہ تحریکوں نے جنھوں نے بے موقع ''جہاد'' چھیڑ دیا، اس سب کا راستہ آسان کیا۔ یہ اقدامات بے موقع اس لیے تھے کہ قرآن وسنت کی تعلیم یہ تھی اور ہے کہ جہادی اقدام سب سے زیادہ موقع ومحل اور حالات و''استطاعت'' کا پابند ہے۔قرآن نے صاف کہا تھا کہ جب تک اچھے نتائج کی قابل لحاظ امید نہ ہو اس وقت تک مظالم پر صبر کر کے ہاتھ روکے رکھنا اورا قامت صلاۃ ہی وقت کا ''جہاد'' ہے

كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ (النساء:۷۷)

''کہ اپنے ہاتھ روکے رکھو اور نماز قائم کرو اور زکوۃ دو''

مگر ہم نادان اپنے وقت کے جہاد کے بجائے دوسرے وقت کے عمل کو جہاد سمجھ بیٹھے۔ یہی وہ غلطی ہے جس نے ان لوگوں کے جہاد کو (Counter Productive) الٹے نتائج پیدا کرنیوالا بنا دیا ہے۔

کوئی یہ کہہ کر آنکھیں نہ موندے کہ اوپر کی آیت میں مذکور یہ حکم تو مکی عہد کا ہے۔ اس لیے کہ مکی عہد بھی کمزوری اور مغلوبیت کے دور کی ''محکم'' شریعت ہے۔ بعض لوگوں نے اپنے اندھے جوش کو حمیت سمجھ رکھا ہے۔ قرآن نے حکم دیا تھا کہ جنگی پوزیشن کا خیال کیا جائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پہلے جب سابقین اولین کا لشکر تھا تو کہا گیا کہ ایک کے مقابلے دس کا بھی حساب ہو تو تم ہی فاتح ہو گے، شرط یہ ہے کہ تم صابرون یعنی جمنے والے ہو، اسی کو آج کی اصطلاحی زبان میں (High Morale) کہتے ہیں۔ پھر جب سابقین اولین (یعنی اول درجے کے صحابہؓ) کے ساتھ دوسرے صحابہؓ بھی آ گئے، تو اس فرق میں واضح کمی کی گئی، اور کہا گیا کہ اب تمھارا ایمانی حال پہلے جیسا نہیں رہا، اس لیے اللہ تم کو آسانی دیتا ہے۔ اب اگر تمہارے مقابلے دشمن کی پوزیشن دگنی ہو گی تو تم فاتح ہو جاؤ گے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ○ اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَ

عَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ (الانفال: ۶۵-۶۶)

''اے نبی! مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دو اگر تم میں بیس آدمی ثابت قدم رہنے والے ہوں گے تو وہ سو پر غالب آئیں گے اور اگر تم میں سو ہوں گے تو ہزار کافروں پر غالب آئیں گے اس لیے کہ وہ لوگ کچھ نہیں سمجھتے۔اب اللہ نے تم سے بوجھ ہلکا کر دیا اور معلوم کر لیا کہ تم میں کس قدر کمزوری ہے پس اگر تم سو ثابت قدم رہنے والے ہوں گے تو دو سو پر غالب آئیں گے اور اگر ہزار ہوں گے تو اللہ کے حکم سے دو ہزار پر غالب آئیں گے اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔''

ظاہر ہے کہ پہلے اگر مادی طاقت صرف تعداد سے گھٹتی اور بڑھتی تھی، تو اب اس میں بہت سی دیگر ایسی چیزیں زمانے کے ساتھ ٹکنالوجی کی شکل میں پیدا ہوگئی ہیں جو طاقت کے توازن میں زبردست فرق پیدا کرتی ہیں، بلکہ وہ ایسا فرق پیدا کرتی ہیں جو تعداد کا بڑے سے بڑا فرق پیدا نہیں کر سکتا اور ایمانی حالت جو اللہ کی مدد کا سبب ہوتی ہے اس میں بھی اِس زمانے میں عہد صحابہؓ سے اچھے حال کی توقع تو کی نہیں جا سکتی۔ تو جب صحابہؓ کے دور میں ایک اور دو سے زیادہ کے فرق کو بڑا فرق بتایا گیا تو آج کے فسق وفجور اور نفاق وبے ایمانی کے دور میں اس سے زیادہ کی امید کیسے کی جا سکتی ہے؟

اس زمانے میں مسلمانوں کا اور جن کے خلاف یہ مجاہدین جنگ کر رہے ہیں، فرق بلا مقابلہ ایک اور سینکڑوں کا ہے۔ اس کو نظر انداز کرنا قرآنی ہدایت کی خلاف ورزی ہے جو چاہے اچھے جذبے سے ہی ہو اس کا نتیجہ خراب ہی ہوگا۔ اور اس وقت یہی پہلو ہر دردمند مسلمان کو اس ''جہاد'' پر نظر ثانی پر مجبور کر رہا ہے۔

غزوہ خندق میں منفرد جہادی پالیسی

اس سلسلے میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ (طرز عمل) موجودہ دور کے جوش ونادانی پر مبنی ان نظریات کے عین خلاف ہے جن کو یہ لوگ جہادی نظریات کہتے ہیں۔اس طرز عمل کا ایک موقع غزوۂ خندق کا ہے۔ یہ پورا واقعہ قرآن کی سورۂ احزاب میں

بیان ہوا ہے۔ مزید تفصیل حدیث کی کتابوں صحیح بخاری وغیرہ میں آئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خبر آتی ہے کہ مدینے پر مشرکین کا حملہ ہونے والا ہے، ان کے لشکر کی تعداد دس ہزار ہے، ادھر جاں نثار مخلص صحابہؓ کی تعداد تین ہزار سے متجاوز ہے۔ طاقت کے اس فرق کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ سے پہلو تہی فرمائی اور مقابلہ کے بجائے خندق کھود کر محصور ہو کر بیٹھ رہنے کو ترجیح دی۔

مقابلہ آرائی سے اعراض

دشمن کے حملہ کرنے کے بعد بھی جنگ نہ کرنا کیا پیغام رکھتا ہے؟ کیوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ نہیں کی؟ غور کیجیے: ہمارے لیے اس میں کیا شرعی حکم ہے؟ اس سے بھی آگے بڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو اس پر بھی تیار تھے کہ اس خطرے کو ٹالنے کیلئے مشرکین کے بعض گروہوں کو مدینے کی آدھی پیداوار ہر سال دینے کا معاہدہ کر لیا جائے۔

کیا معاذ اللہ (اللہ کی پناہ) یہ بزدلی تھی؟

کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے غلبہ اور فتح کے یقینی وعدے نہیں تھے؟

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان وعدوں پر بھروسہ کرتے ہوئے کیوں یہ نہیں سوچا کہ ہمارا کام تو بس جنگ کرنا ہے مدد تو اللہ کرے گا ہی؟

اور کیا اس سے زیادہ یقینی وعدے آج کے لوگوں سے اللہ نے کیے ہیں؟

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ سے ایسا کیوں کرایا؟

سوائے اسکے اور کیا وجہ ہوسکتی ہے کہ قیامت تک کے مسلمانوں کیلئے ایک واضح ہدایت سامنے آجائے کہ: اگر طاقت کا توازن ایسا خراب ہو اور مقابلہ آرائی مزید تباہی کا ذریعہ بنے تو یہی راہ ہے کہ مقابلہ نہ کیا جائے اور اسی طرح کوئی عارضی تدبیر بچنے کی سوچی جائے، جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کھود کے اختیار کی تھی یٰلَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ (یٰسین: ۲۶)

کیا جہادی مساعی سے اسلام کو غلبہ حاصل ہوا؟

اس وقت دنیا میں جو کچھ جہاد کے نام پر ہو رہا ہے اس کے بارے میں صحیح رائے

قائم کرنے کیلئے صرف ایک نقطے پر غور کر لینا کافی ہے۔ وہ یہ کہ اگر جہاد کا مقصد اسلام اور مسلمانوں کی عزت اور اللہ کے دین کے کام کو آگے بڑھانا ہے تو ان کوششوں کے ذریعے کیا یہ کام ہوا؟ کیا اسلام غالب آیا؟ یا اس کی کسمپرسی وغربت اور بڑھی؟ کیا انہوں نے زمین کے چند کلومیٹر حصے پر بھی امن قائم کیا؟ کہیں مسلمانوں کو چین ملا؟ کہیں ایمان واخلاق کی اصلاح کا کوئی نمونہ سامنے آیا؟ جو نتائج ہیں وہ ہمارے سامنے ہیں۔ مسلمانوں کے ملک تباہ وبرباد ہوگئے۔ جو باقی رہ گئے ان کی مجبوریاں اور بڑھیں۔ خوں ریزی ایسی کہ الامان الحفیظ، ایک ایک ملک میں لاکھوں لاکھ مسلمانوں کی بے فائدہ ومقصد جان گئی۔ دسیوں لاکھ لوگ بے گھر دردر کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں اور غیر مسلموں سے پناہیں مانگ رہے ہیں۔

عصری جہادی تحریکوں کے مساعی کا نتیجہ

(۱) جہاد کا مقصد اگر اعلاء کلمة الله (اللہ کے دین کی عزت وسربلندی) ہے تو ذرا دیکھئے کہ ان کوششوں سے کیا کہیں یہ مقصد حاصل ہوا ہے؟ کیا دنیا میں کفر وظلم کا زور ٹوٹا ہے یا استبدادی شکنجے اور مضبوط ہوئے ہیں؟ اس قدر خونریزی! اس قدر بربادی! اور اسکے بھی کچھ نتائج نہ نکلے ہیں، نہ بظاہر حالات کوئی امید ہے، پھر بھی اگر اس تجربے پر نظر ثانی کی ضرورت محسوس نہ کی جائے تو سوائے عقلوں پر ماتم اور قسمت پر افسوس کے کیا کیا جاسکتا ہے؟

میری قوم کے لوگو! ہر قسم کے تحفظات سے آزاد ہو کر سوچیے۔ ان کوششوں سے مسلمان ملکوں کو آزادی ملی یا غلامی؟ دین کو فروغ ہوا یا اس کی مشکلات میں اضافہ ہوا؟ سوچیے دین کی خدمت ونصرت اور ایمان وتقویٰ کی دعوت دینے کے مواقع ان ''جہاد'' کی سرزمینوں میں زیادہ ہیں یا ان جگہوں پر جہاں ان کا سایہ نہیں پڑا ہے؟ یہ کون سا جہاد ہے جس سے ایمان وصلاح اور تقویٰ وتدیّن کی دعوت کے امکانات بھی ختم ہو رہے ہیں؟

افغانستان کی حالتِ زار

(۲) افغان جہاد کو جب تک امریکہ کی سرپرستی حاصل رہی اس کی بقا رہی۔ اس بیچ میں یقیناً طالبان حکومت کا مبارک دور بھی آیا جس نے پھر سے حقیقی اسلامی حکومت کا منظر نگاہوں کے سامنے کر دیا۔ وہی انصاف، سادہ حکمراں اور شریعت کی بالادستی۔ مگر ان

حضرات سے پوری محبت کے باوجود، کیا یہ حقیقت نہیں کہ امریکہ کی نگاہ ترچھی ہونے کی دیر تھی کہ سارا محل زمیں بوس ہوگیا۔ ہمت کر کے حقیقت کو تسلیم کیجیے کہ افغان جہاد کی زندگی اسی وقت تک رہی جب تک اس نے امریکی مفادات کی خدمت کی۔ آپ اس حقیقت پر غور کیجیے گا تو مستقبل کے لیے صحیح حکمت عملی بنا سکیں گے ورنہ ......

ع سخت ہیں فطرت کی تعزیریں

اب کیا حال ہے اور کیا انجام ہے؟ افغانستان تو کیا آزاد ہوتا پاکستان کے بارے میں بھی ڈر ہے۔ افغانستان کی خانہ جنگیوں کی کوئی انتہا بظاہر تو نظر نہیں آتی۔ مسلمان ہی مسلمانوں کا خون بہا رہے ہیں۔ پھر افسوس یہ کہ اس بے فائدہ جنگ میں جو خون بہہ رہا ہے یہ بہادر، قربانی کے لیے تیار، باحمیت نوجوانوں کا نہایت قیمتی خون ہے۔ اس کو صحیح جگہ استعمال کیا جاتا، صحیح تربیت کے ساتھ اس سے کام لیا جاتا تو ملت کے تحفظ کے لیے نہ جانے کتنا کام کرتا۔ مگر امت کا یہ قیمتی عنصر بربادیوں کی آگ کا ایندھن بن رہا ہے۔ کوئی ناسمجھ ہی ہوگا جس کو یہ توقع ہو کہ افغانستان میں اس راستے سے کوئی شرعی حکومت اور امن واستحکام آسکتا ہے؟ خاص طور پر اس ''جہاد'' نے پاکستان کو بھی نہایت غیر مستحکم بنا دیا ہے۔

کشمیر کے حالات

(۳) اس کے بعد ذرا کشمیر کے حالات پر نظر ڈالیے: فوجوں کے مظالم تو اب دور بیٹھے غیر مسلم بھی کھل کر بیان کر رہے ہیں، مگر اس ظلم کو دسیوں گنا یقیناً مسلح تحریک کی آگ نے بڑھایا۔ پہلے جو ظلم تھا وہ قطعاً ایسا نہیں تھا۔ سالوں کی خونریزی کے بعد بھی کشمیر کے بین الاقوامی طاقتوں کے کھیل سے باہر نکلنے کوئی سبیل نظر نہیں آتی۔

شام کی تباہی

(۴) سب سے زیادہ آنکھ کھولنے والا منظر سیریا (شام) کا ہے۔ اسد حکومت کا جبر واستبداد ہر شبہے سے بالاتر تھا، مگر ''جہاد'' کے نام پر جو کچھ کیا گیا اس کے بعد تو پورا ملک کیسا تباہ وبرباد ہو رہا ہے کہ اس کے تصور سے بھی رونگٹے کھڑے ہو رہے ہیں۔ ۶ لاکھ آدمی مارے گئے۔ معذوروں اور زخمیوں کی تعداد اللہ کی پناہ! جسموں کے چیتھڑے اڑ رہے ہیں، اور پھر در

در بھٹکتے پناہ گزینوں کی المناک صورت حال، حزب اللہ اور بشار کی مجرم فوج کے محاصروں کا یہ حال ہے کہ مختلف شہروں میں لاکھوں انسان بھوکے مر رہے ہیں، خبریں آئیں کہ علماء نے مجبوری میں کتے حلال ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔ پھر یہ بھی خبر آئی کہ کتے بلی سب ختم ہو گئے تو گھاس کھانے پر لوگ مجبور ہیں۔ انسانی بربادیوں کی کیسی لرزہ خیز تصویر ہے؟

بربادی کے ذمہ دار کون؟

یہ سب جو ہوا اس کی ذمہ داری کس کے اوپر ہے؟ بعض حکومتوں کی ایجنسیوں نے اپنے مصالح کے تحت ''جہاد'' کے نام پر تحریک قائم کروائی۔ کون شبہہ کر سکتا ہے اب جو کچھ ہے اس کے سلسلے وار نتائج ہیں۔ ادھر حلب سے کیا خبریں آ رہی ہیں۔ روس اندھا دھند بمباری کر رہا ہے۔ نیچے بشار کی فوج اور حزب اللات کے درندے قتل عام مچا رہے ہیں۔ اسد حکومت ظالم تھی جابر تھی۔ مگر موجودہ حالات سے اس کا دور ہزار بہتر تھا۔ افسوس ناک ناسمجھی ہوگی اگر کوئی بربادیوں کے ایسے تجربوں کے بعد بھی اس راہ سے کسی خیر کی توقع رکھے۔ اس تباہی کا ایک خطرناک پہلو یہ ہے کہ جو لاکھوں لاکھ مسلمان سیریا (شام) سے ہجرت کر کے مغربی ملکوں کو جا رہے ہیں وہاں ان کے دین وایمان کی حفاظت کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ یہ کون سا جہاد ہے جس سے لاکھوں مسلمانوں کے ایمان کو خطرہ پیدا ہو رہا ہے؟

اگر جہاد کا مقصد امن وامان قائم کرنا ہے، اور یقیناً قرآن جہاد کو امن وامان کے قیام اور فساد وخوں ریزی کے خاتمے کا ذریعہ قرار دیتا ہے

فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ وَ قَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ وَ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَ الْحِكْمَةَ
وَ عَلَّمَهٗ مِمَّا یَشَآءُ وَ لَوْ لَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ
الْاَرْضُ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ (البقرۃ:۲۵۱)

''پھر اللہ کے حکم سے مومنوں نے جالوت کے لشکروں کو شکست دی اور داؤد نے جالوت کو مار ڈالا اور اللہ نے سلطنت اور حکمت داؤد کو دی اور جو چاہا اسے سکھایا اور اگر اللہ کا بعض کو بعض کے ذریعے سے دفع کرا دینا نہ ہوتا تو زمین فساد سے پر ہو جاتی لیکن اللہ جہان والوں پر بہت مہربان ہے''

اَلَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ اِلَّاۤ اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ وَ لَوْ لَا

دَفۡعُ اللّٰہِ النَّاسَ بَعۡضَھُمۡ بِبَعۡضٍ لَّھُدِّمَتۡ صَوَامِعُ وَ بِیَعٌ وَّ صَلَوٰتٌ وَّ
مَسٰجِدُ یُذۡکَرُ فِیۡھَا اسۡمُ اللّٰہِ کَثِیۡرًا وَ لَیَنۡصُرَنَّ اللّٰہُ مَنۡ یَّنۡصُرُہٗ اِنَّ
اللّٰہَ لَقَوِیٌّ عَزِیۡزٌ (الحج: ٤٠)

''وہ لوگ جنہیں ناحق ان کے گھروں سے نکال دیا گیا ہے صرف اس کہنے پر کہ ہمارا رب اللہ ہے اور اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے سے نہ ہٹاتا تو تکیے اور مدرسے اور عبادت خانے اور مسجدیں ڈھادی جاتیں جن میں اللہ کا نام کثرت سے لیا جاتا ہے اور اللہ ضرور اس کی مدد کرے گا جو اللہ کی مدد کریگا بیشک اللہ زبردست غالب ہے''

تو سوچئے کہ ان کوششوں نے افغانستان سے لیکر چیچنیا، صومالیہ، اور نائجیر یا سے لیکر سیریا (شام) وعراق تک کہاں امن قائم کیا اور دنیا سے کس فساد کو ختم کیا؟۔

عالم اسلام کی موجودہ لزہ خیز بربادی اور خونریزی کی وجہ صرف یہی ہے کہ قرآن وسنت نے جہاد کیلئے جو مادی اعتبار سے قوت کو شرط قرار دیا تھا اپنے جوش اور ناسمجھی میں اس اصول کو نظرانداز کر کے تباہی مول لی گئی ہے۔

موجودہ جہادی تنظیموں کا ایک پراسرار پہلو

ان جہادی تنظیموں کا ایک نہایت قابل غور پہلو یہ ہے کہ ان تنظیموں کی بڑی تعداد کی تشکیل، تنظیم، سرمایہ اور اسلحہ کی فراہمی سے لے کر جنگی تربیت تک سب کچھ خطرناک ومفسد بین الاقوامی ایجنسیوں کے ذریعے ہوتی ہے۔ اس مسئلہ کی نزاکت ہر وہ دردمند اور صاحب عقل سمجھ سکتا ہے جو اس کھلی حقیقت سے بے خبر نہ ہو کہ مسلم اور غیر مسلم ملکوں کی حکومتیں عموماً اور اکثر و بیشتر جس قسم کے عناصر کے ہاتھ میں رہتی ہیں، اور حکومتی ایجنسیاں جس قسم، جس قماش اور دینی وایمانی اعتبار سے جیسی سیرت ونظریات کے حامل لوگوں کے ہاتھ میں رہتی ہیں کیا ان لوگوں کی زیرنگرانی اور تعاون سے قائم تنظیمیں وہ مقاصد حاصل کر سکتی ہیں جو جہاد کے مقاصد ہیں؟

بیرونی ایجنسیوں کی سازشیں

افسوس ہماری نادانی اس حد تک پہونچی ہوئی ہے کہ ہم گرگ سے گلہ بانی کی توقع

کر لیتے ہیں۔ سی آئی اے اور ایم آئی سکس وغیرہ ہی نہیں کیا مسلم حکومتوں کی ایجنسی سے بھی جہاد کی توقع کی جاسکتی ہے؟ ایسا وہی کرے گا جو جہاد سے اور اس کے مقاصد سے بالکل ہی ناواقف ہو۔ کیسا مضحکہ خیز یہ واقعہ ہے کہ ایک طرف تو یہ لوگ مغربی حکومتوں کو اسلام کا سب سے بڑا دشمن کہتے ہیں اور سعودی عرب سے لے کر پاکستان تک مسلم ممالک کی حکومتوں کو منافق اور اسلام دشمن طاقتوں کی ایجنٹ کہتے ہیں دوسری طرف انہی کے تعاون سے جہادی تنظیمیں بناتے ہیں!! حیف ان کی نادانی اور تُف ان کی سمجھ پر!!

داعش کے نام کی جو تنظیم اس وقت سب سے زیادہ نوجوانوں کو اپنی طرف مائل کرنے کی کوششوں میں لگی ہوئی ہے، اور جو ایک آندھی بارش اور طوفان کی طرح آئی ہے، دیکھتے ہی دیکھتے اس نے سیریا (شام) اور عراق کے کافی بڑے حصے پر قبضہ کرلیا، اسی طرح کئی دوسری ایسی تنظیمیں جو حکومتی افواج کے دانت کھٹے کیے ہوئے ہیں، کیا اتنی بڑی فوج اور اسلحہ امریکہ، سعودی عرب یا دیگر ممالک کی خفیہ ایجنسیوں کے بغیر بن سکتے ہیں؟ کیا کسی ملک کے سرمائے اور اسلحے کے بغیر اتنا بڑا خطہ فتح ہوسکتا ہے؟ کیوں یہ کھلی حقیقت سمجھ میں نہیں آرہی کہ یہ سب کسی اور کا کھیل ہے؟

ایک اور تباہ کن پہلو

اس ''جہاد'' کا یہ قابل تشویش پہلو ہے کہ چونکہ یہ مغربی ممالک کے مقاصد کی تکمیل کرتا ہے اس لیے اس کو فروغ دینے میں ان کی خفیہ ایجنسیوں کا بھی کافی عمل دخل رہتا ہے۔ صاف شواہد موجود ہیں کہ وہ جان بوجھ کر ان سے اغماض برتتی ہیں۔ اس طرح کے واقعات کے ذریعے صرف اسرائیلی لابی اور مغرب کے ان انتہا پسند مسلم دشمن عناصر کی مدد ہورہی ہے جو مغرب میں اسلام اور مسلمانوں کے بڑھتے اثرات ختم کرنا چاہ رہے ہیں۔

ان حملوں کے بارے میں ایک بہت چشم کشا پہلو یہ ہے کہ ان سے دنیا بھر میں دینی دعوت اور دینی کاموں کے لیے نہایت مشکلات پیدا ہورہی ہیں۔ مساجد بند کیے جانے کے مطالبے ہورہے ہیں۔ امریکہ میں صدارتی امیدوار علیٰ الاعلان کہہ رہا ہے کہ امریکہ میں مسلمانوں کا داخلہ بند کیا جائے۔ پہلے ایسا ممکن نہیں تھا۔ یہ سب ان حملوں نے ہی ممکن بنایا ہے۔ جی اسی لیے مغربی خفیہ ایجنسیاں ان حملوں کو ہونے دینا چاہتی ہیں۔ پہلے یہ پہلو اگر

واضح نہیں تھا تو اب کچھ خاص چھپا بھی نہیں ہے۔

فرانس میں پادری کا قتل

ابھی فرانس کے ایک پادری کا جن دو نوجوانوں نے قتل کیا ان کے بارے میں خود فرانسیسی پولیس کا اعتراف ہے کہ ہم جانتے تھے کہ:

(۱) یہ دونوں داعش کے رابطے میں تھے،

(۲) سیریا (شام) جانے کی کوشش کر چکے تھے۔

(۳) ترکی نے ان کو ڈیپورٹ کیا تھا،

(۴) اور یہی نہیں پولیس انکے ہاتھ میں وہ الکٹرانک ٹیگ باندھ چکی تھی جس سے ان کی نقل وحرکت ریکارڈ ہوتی رہے۔ (دیکھئے حوالہ)

http://edition.cnn.com/2016/07/28/europe/france-normandy-church-attack/index.html

سوال یہ ہے کہ کیا اس کے بعد یہ واضح نہیں ہو جاتا کہ جو ہوا وہ حکومتی ایجنسیوں کے علم ورضا مندی سے ہوا؟؟ یعنی ان نوجوانوں کو ایسا کام جان بوجھ کر کرنے دیا گیا۔ اس ’’جہاد‘‘ کا یہ قابل تشویش پہلو ہے کہ چونکہ یہ مغربی ممالک کے مقاصد کی تکمیل کرتا ہے اس لیے اس کو فروغ دینے میں ان کی خفیہ ایجنسیوں کا بھی کافی عمل دخل رہتا ہے۔

اور سنیے: امریکی اخبار وال اسٹریٹ جرنل کے مطابق برسلز بلجیم میں گزشتہ ۲۲ مارچ کو ایرپورٹ اور میٹروٹرین پر جو حملے ہوئے؛ جس میں ۳۲/افراد مارے گئے اور بہت سے زخمی ہوئے، فوراً ہی داعش نے ذمے داری لے لی تھی، ان حملوں کے اگلے ہی دن ترک صدر رجب اردوغان نے کہا کہ:

(۱) حملہ آور کو ہم نے سیرین بارڈر پر (غازی عین تاب) کے پاس سے گرفتار کیا تھا اور اس انتباہ کے ساتھ نیدر لینڈ کے حوالہ کیا تھا کہ یہ ایک غیر ملکی لڑاکو (Foriegn Fighter) اور داعش کا آدمی ہے۔

(۲) مگر نیدر لینڈ نے اس کو چھوڑ دیا۔

(۳) پھر ترکی نے باقاعدہ اس شخص اور اس کے خطرناک عزائم کے بارے میں بلجیم کو بھی باخبر کر دیا تھا۔

(۴) مگر بلجیم نے بھی وہی کیا جو نیدر لینڈ نے کیا تھا۔ تفصیلات حسب ذیل لنک میں ملاحظہ فرمائیں۔

http://www.wsj.com/articles/turkey-says-it-deported-one-of-brussels-suicide-bombers-in-summer-1458757158

اب بتایئے اس کو صرف سیکوریٹی کی کمزوری (Security Laps) کہا جائیگا یا جان بوجھ کر حملہ ہونے دینا، تاکہ ان کی آڑ میں مغرب سے اسلام کو دیس نکالا دینا آسان ہو؟

پس چہ بائید کرد

یہ واقعہ ہے کہ علماء اور مسلمانوں کے مخلص قائدین اگرچہ اس دور کی ان جہادی تحریکوں کو مضر سمجھ رہے ہیں مگر اس کے نقصانات سے آگاہ کرنے کے لیے جیسی پرزور کوششیں ہونی چاہییں وہ نہیں ہو رہیں۔ اس کا ایک سبب یقیناً یہ ہے کہ مسلمانوں کے یہ علماء وقائدین حیران ہیں کہ مشتعل جذبات کو کیسے سنبھالا جائے جب مسلمانوں کے سامنے دنیا بھر میں امن وعافیت کے تمام راستے مسدود کیے جارہے ہیں۔ مگر اس جہادی تجربے نے حالات کو جس طرح ابتر اور پیچیدہ کیا ہے، اور ظلم واستبداد کی طاقتوں کو جتنا کھل کھیلنے کا موقع دیا ہے اس کے پیش نظر ضروری ہے کہ اپنے لوگوں کو اس تباہی سے روکنے کی تا حد ممکن کوشش کی جائے۔ ان جہادی تنظیموں اور ان کے اعمال کے بارے میں تذبذب اور گومگو کی کیفیت نے ہی اس کا موقع فراہم کیا ہے کہ نوجوان گمراہ ہوں۔ یہ عاجز ایک عرصے سے (اپنی کتاب ’’جہاد کیا ہے؟‘‘ کی تصنیف کے بعد سے) علماء کو اس مسئلے کی نزاکت اور خطرناکی کی طرف متوجہ اور نوجوانوں کو غلط راہ سے روکنے کی اپیل کرتا آیا ہے۔ آج پھر عرض کرتا ہے کہ اب جذبات کی رعایت کرنا دین وملت کے لیے تباہ کن ہوگا۔ تلخ حقائق کو تسلیم کرنے کی دعوت دیجیے اور اگر اس راہ میں اللہ کی خاطر اپنی مقبولیت کی بھی قربانی دینی پڑے تو اللہ کی رضا اور اجر آخرت کی خاطر ایسا بھی کیجیے۔

اب سوال یہ اٹھتا ہے کہ اگر حالات کی تبدیلی کے لیے یہ راستہ نہیں ہے تو پھر کیا ہے؟ اس کے لیے اگلی مجلس کا انتظار کیجیے، اللہ کی توفیق سے یہ بندہ اس سلسلے میں بھی کچھ عرض کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اللہ ہمارا حامی وناصر ہو۔ ☆☆☆